

صحابہ کرام اور اُمّہات المؤمنین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت اور اُن کا دفاع ضروری کیوں؟

[الأردنية - أردو - Urdu]



تالیف: شیخ علی بن عبد اللہ بن محمد العتماری۔ حفظہ اللہ۔



ترجمہ: شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنی

مراجعة: عزیز الرحمن ضیاء اللہ سنابلی

ناشر: دفتر تعاون برائے دعوت و ارشاد، ربوہ، ریاض۔

مملکت سعودی عرب

الصَّحَابَةُ وَأُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِينَ لِمَ تُحِبُّهُمْ وَتُدَافِعُ عَنْهُمْ؟



تأليف: الشيخ/علي بن عبد الله العماري-حفظه الله-



ترجمة: شفيق الرحمن ضياء الله المدني

مراجعة: عزيز الرحمن ضياء الله السنابلي

الناشر: مكتب توعية الجاليات بالربوة، الرياض-

المملكة العربية السعودية

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض مترجم

الحمد لله وكفى وسلاماً على عباده الذين اصطفى، أما بعد:

صحابہ کرام و صحابیات رضی اللہ عنہم وہ نفوس قدسیاں ہیں جنہیں رسول اکرم ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہے، یہی اس امت کے رعیل اول ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ سے ڈاکٹر کٹ خالص کتاب و سنت کی تعلیم حاصل کی اور دنیا کے سامنے اسے صاف شفاف آئینہ کی طرح پیش کیا جو ہر طرح کی رطب و یابس سے پاک و صاف ہے۔ اور اس دین کی نشر و اشاعت اور اس کی حفاظت کے سلسلے میں انہوں نے ہر طرح کی جانی و مالی قربانیاں پیش کیں، اور آپ ﷺ کا دشمنان اسلام سے مکمل طور پر دفاع کیا، اور رضی اللہ عنہم و رضوانہ کے لقب سے سرفراز کئے گئے، اور تمام کے تمام ثقاہت و عدالت جیسے وصف سے متصف ہوئے، اور ان سے محبت کرنا اور ان کی طرف سے دفاع کرنا ایمان کا جزء و حصہ قرار پایا، لیکن افسوس! کہ بہت سارے کلمہ گو حضرات صحابہ و صحابیات کی قدر و منزلت سے ناواقف ہیں، اور انہیں سب و شتم، اور طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ بنا بریں ضروری سمجھا گیا کہ اس سلسلے میں ایسا کتابچہ پیش کیا جائے جس میں ان کے مقام و مرتبہ اور

قدر و منزلت کو اجاگر کیا گیا ہو، ان کے حقوق و واجبات کو بیان کیا گیا ہو، اور ان کے خلاف باطل شبہات و غلط پروپیگنڈوں کا علمی و مُسکت جواب دیا گیا ہو۔

زیر نظر عربی رسالہ (الصَّحَابَةُ وَأُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِينَ لِمَ نَحْبَهُمْ وَنُدَافِعُ عَنْهُمْ؟) ”صحابہ کرام اور اُمّہات المؤمنین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت اور اُن کا دفاع ضروری کیوں؟“ شیخ علی بن عبد اللہ بن محمد العتماری۔ حفظہ اللہ۔ کی عمدہ پیشکش ہے جس میں صحابہ کرام و صحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین کا مختصر تعارف اور ان کے مناقب و فضائل کو بیان کیا گیا ہے، نیز ان کے حقوق کا تذکرہ کر کے، ان سے محبت رکھنے اور ان کی طرف سے دفاع کرنے کو جزءِ ایمان قرار دیا گیا ہے۔

اسلام ہاؤس ڈاٹ کام کے شعبہ ترجمہ و تالیف نے افادہ عام کی خاطر اسے اردو قالب میں ڈھالا ہے، حتی الامکان ترجمہ کو درست و معیاری بنانے کی کوشش کی گئی ہے، اور مؤلف کے مقصود کا خاص خیال رکھا گیا ہے، اور آسان عام فہم زبان اور شستہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے تاکہ عام قارئین کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہ ہو، مگر کمال صرف اللہ عز و جل کی ذات کا خاصہ ہے، لہذا کسی مقام پر اگر کوئی سقم نظر آئے تو ازراہ کرم خاکسار کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

رَبِّ کریم سے دعا ہے کہ اس کتاب کو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے، اس کے نفع کو عام کرے، والدین اور جملہ اساتذہ کرام کے لئے مغفرت و سامانِ آخرت بنائے، اور کتاب کے مولّف، مترجم، مراجع، ناشر، اور تمام معاونین کی خدمات کو قبول کر کے ان سب کے حق میں صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

(طالب دُعا: abufaisalzia@yahoo.com) .

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله والصلاة والسلام على نبينا وقدوتنا محمد بن عبد الله صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم، أما بعد:

ہر قسم کی تعریف صرف اللہ کے لئے ہے، اور درود و سلام کے نذرانے ہوں ہمارے نبی و قائد محمد بن عبد اللہ ﷺ، ان کے خاندان اور ان کے اصحاب پر۔

حمد و صلاة کے بعد:

سوال: بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام اور ائمہات المؤمنین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے محبت اور ان کا دفاع کیوں کرتے ہیں؟

جواب دینے سے پہلے ہم صحابی کی تعریف بتا دینا مناسب سمجھتے ہیں:

صحابی کی تعریف: صحابی وہ شخص ہے جس نے رسول ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ سے حالتِ اسلام میں ملاقات کی ہو اور پھر اسلام کی

حالت میں ہی وفات پایا ہو۔ (دیکھیے: الإصابۃ فی تمييز الصحابة لابن حجر، ۸/۱)

اُمہات المؤمنین سے مراد: رسول اکرم ﷺ کی بیویاں ہیں، جن کو اللہ رب العالمین نے امہات المؤمنین سے متّصف کیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۗ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۗ﴾ [الأحزاب: ۶]

”پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں“ [سورہ احزاب: ۶]

اُمہات المؤمنین (ازواج مطہرات) کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ خدیجہ بنت خویلد ۲۔ سودۃ بنت زمعہ ۳۔ عائشہ بنت ابی بکر الصدیق التیمیہ ۴۔ حفصہ بنت عمر الخطاب العدویہ ۵۔ زینب بنت خزیمہ الہلالیہ ۶۔ اُم سلمہ (ہند بنت ابی امیہ بن مغیرہ الخزومیہ) ۷۔ زینب

بنت جحش الأسدیہ ۸۔ جویریہ بنت الحارث النخراعیہ ۹۔ ریحانہ بنت زید بن عمرو القرظیہ ۱۰۔ اُمّ حبیبہ (رملہ بنت ابی سفیان الأمویہ) ۱۱۔ صفیہ بنت حی بن اخطب النضیریہ ۱۲۔ میمونہ بنت الحارث بن حزن الہلالیہ۔

ان میں رسول اکرم ﷺ نے (۹) بیویوں کو زندہ چھوڑ کر وفات

پائی، اور وہ یہ ہیں:

(سودہ، عائشہ، حفصہ، اُم سلمہ، اُم حبیبہ، زینب بنت جحش، جویریہ، صفیہ، میمونہ) رضی اللہ عنہن اجمعین۔

اب ہم حُبِّ صحابہ کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ رب العالمین نے قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر نبی ﷺ کے صحابہ کرام کی مدح و ثنا کی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي آيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ وَاللَّفَّ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ [الأنفال: ۶۲-۶۳]

”اسی نے اپنی مدد سے اور مومنوں سے تیری تائید کی ہے، ان کے دلوں میں باہمی الفت بھی اسی نے ڈالی ہے۔ زمین میں جو کچھ ہے تو اگر سارا کا سارا بھی خرچ کر ڈالتا ہے تو بھی ان کے دل آپس میں نہ ملا سکتا۔ یہ تو اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی ہے وہ غالب حکمتوں والا ہے۔“

[سورہ انفال: ۶۲-۶۳]

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ [الأنفال: ۶۴]

”اے نبی! تجھے اللہ کافی ہے اور ان مومنوں کو جو تیری پیروی کر رہے ہیں“ [سورہ انفال: ۶۲-۶۳]

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ [الأنفال: ۷۲]

”جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے ان کو پناہ دی اور مدد کی، یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں“ [سورہ انفال: ۷۲]

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۗ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ [التوبة: ۲۰-۲۲]

”جو لوگ ایمان لائے، اور ہجرت کی، اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے مرتبہ والے ہیں، اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں انہیں ان کا رب خوشخبری دیتا ہے اپنی رحمت کی اور رضامندی کی اور جنتوں کی، ان کے لئے وہاں دوامی نعمت ہے وہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اللہ کے پاس یقیناً بہت بڑے ثواب ہیں“ [سورہ توبہ: ۲۰-۲۲]

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۗ ذَلِكَ الْقَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ [التوبة: ۱۰۰]

”اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے“ [سورہ توبہ: ۱۰۰]

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾ [الفتح: ۱۸]

”یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا

اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عنایت فرمائی
 “[سورہ فتح: ۱۸]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”پس اللہ کی طرف سے رضا قدیم صفت ہے، اور اللہ صرف ایسے
 بندے سے راضی ہوتا ہے جس کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ رضا کے
 آداب پورا ادا کرے گا، اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اس سے
 کبھی ناراض نہیں ہوتا“۔ (دیکھیے: الصارم المسلول علی شاتم
 الرسول، ص: ۵۷۲)۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ
 بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ
 وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَلِكَ
 مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ
 فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيغِيظَ بِهِمُ

الْكُفَّارِ ۖ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ
مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ [الفتح: ۲۹]

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے، مثل اسی کھیتی کے جس نے اپنا نکھو انکا لاپھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے“ [سورہ فتح: ۲۹]

اور فرمایا: ﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ

وَقَاتِلُوا ۖ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۖ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
خَبِيرٌ ﴿الحديد: ۱۰﴾

”تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں، بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے۔ ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ خبر دار ہے“ [سورہ حدید: ۱۰]

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ
يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ
أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ [الحشر: ۸]

”(فیء کا مال) ان مہاجر مسکینوں کے لیے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں یہی راست باز لوگ ہیں“ [سورہ حشر: ۸]

﴿يَوْمَ لَا يُجْزِي اللَّهُ التَّيِّبَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۖ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ
بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتِمِّمْ لَنَا نُورَنَا وَاعْفِرْ
لَنَا ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ [التحریم: ۸]

”جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور ایمان والوں کو جو ان کے ساتھ ہیں رسوا نہ کرے گا۔ ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہو گا۔ یہ دعائیں کرتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمیں کامل نور عطا فرما اور ہمیں بخش دے یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے“ [سورہ تحریم: ۸]

سنت سے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ):

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ
أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدًّا أَحَدِهِمْ وَلَا
نَصِيفَهُ).

”میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد

پہاڑ کے برابر سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے، تو وہ اُن کے مُد (سیر بھر) یا آدھے مُد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ (اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

اور صحیحین (بخاری و مسلم) میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ)

”بہترین لوگ میرے زمانے والے ہیں، پھر اس کے بعد کے زمانے والے، پھر اس کے بعد کے زمانے والے۔“

اور ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

(التُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتِ التُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ
وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبَتْ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ
وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا
يُوعَدُونَ)

”ستارے آسمان کے محافظ (بچاؤ) ہیں، جب ستارے مٹ جائیں گے تو آسمان پر بھی جس بات کا وعدہ ہے وہ آجائے گی (یعنی قیامت آجائے گی اور آسمان بھی پھٹ کر خراب ہو جائے گا)، اور میں اپنے اصحاب کا محافظ (بچاؤ) ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر بھی وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی فتنہ اور فساد اور لڑائیاں)، اور میرے اصحاب میری امت کے محافظ (بچاؤ) ہیں، جب اصحاب چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ وقت آجائے گا جس کا وعدہ ہے (یعنی اختلاف و انتشار وغیرہ)۔“ (اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

عبد اللہ بن مغفل مزنی سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (اللَّهُ اللَّهُ فِي أَصْحَابِي ، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ ، فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي ، وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ ، وَمَنْ آذَى اللَّهَ يُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ)

”میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! میرے بعد ان کو (طعن و تشنیع کا) نشانہ نہ بنانا (یاد رکھو) جس نے ان سے محبت کی، پس میری محبت کی وجہ سے اُس نے اُن سے محبت کی۔ جس نے اُن سے بغض رکھا پس میرے بغض کی وجہ سے اُن سے بغض رکھا، اور جس نے اُن کو اذیت دی پس اُس نے مجھے اذیت دی، جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی، اور جس نے اللہ کو اذیت دی پس قریب ہے کہ وہ اس کو اپنی گرفت میں لے لے“ (اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے)۔

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

(لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا)

”میرے صحابہ کو گالی مت دو، جس نے انہیں گالی دی اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے لوگوں کی لعنت ہو، اللہ ایسے شخص سے نہ تو

فرض قبول کرے گا نہ تو نفل“ [اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے] (۱)

اور صحیحین (بخاری و مسلم) میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انصار صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا:

لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللَّهُ

”انصار سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھے گا، پس جو شخص ان سے محبت کرے گا اس سے اللہ محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ اس سے بغض رکھے گا۔“

(۱) ملاحظہ: (مصنف نے اس حدیث کی نسبت بخاری و مسلم کی طرف کی ہے لیکن کافی تلاش کے بعد یہ روایت بخاری و مسلم میں نہ مل سکی، البتہ اس طرح کی روایت تاریخ بغداد تحقیق بشار (۱۶/۳۵۸: ۳۵۹ ج ۵) میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اسی طرح (المجم الکبیر للطبرانی ۱۲/۱۳۲ ج ۱۲) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے جسے علامہ البانی نے شواہد کی بنیاد پر صحیح کہا ہے (دیکھئے: السلسلۃ الصحیحہ ۵/۳۳۶ ج ۲۳۳۰)، جبکہ بہت سارے علماء نے اس حدیث کی سند کی صحت کے بارے میں کلام کیا ہے، واللہ اعلم بالصواب م۔ر۔

اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

(إِنَّ اللَّهَ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، فَابْتَعَتْهُ بِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ قُلُوبَ أَصْحَابِهِ خَيْرَ قُلُوبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَهُمْ وُزَرَءَ نَبِيِّهِ يُقَاتِلُونَ عَلَى دِينِهِ، فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ، وَمَا رَأُوا سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ سَيِّئٌ).

”اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں دیکھا تو ان میں محمد (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کے دل کو سب سے بہتر پایا، اس لیے انہیں اپنے لیے چُن لیا اور انہیں منصب رسالت سے سرفراز کیا، اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں دیکھا تو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے دلوں کو سب سے بہتر پایا، اس لیے انہیں نبی کا وزیر بنا دیا، جو اُس کے دین کی خاطر جنگ کرتے ہیں، تو یہ مسلمان [یعنی صحابہ کرام] جس

چیز کو اچھا سمجھیں وہ اچھی ہے اور جس چیز کو برا سمجھیں وہ بری ہے۔“ (مسند احمد ج: ۳۴۶۸)۔

اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

(مَنْ كَانَ مُسْتَتًّا فَلَيْسَتْ بِيَمَنِ قَدْ مَاتَ ، أَوْلَيْكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ ، أَبْرَهَا قُلُوبًا ، وَأَعَمَّقَهَا عِلْمًا ، وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا ، قَوْمٌ اخْتَارَهُمُ اللَّهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَقَلَ دِينَهُ ، فَتَشَبَّهُوا بِأَخْلَاقِهِمْ وَطَرَائِقِهِمْ فَهُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، كَانُوا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ... الخ)

”جو شخص راہ اختیار کرنا چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ اُن کی راہ پر چلے جو فوت ہو چکے، وہ اصحاب محمد ہیں جو اس امت کے بہترین لوگ تھے، جو دل کے کھرے، علم کے گھرے، تکلف سے پاک، وہ قوم جس کو اللہ نے اپنے نبی کی صحبت اور دین کو منتقل کرنے کے لئے انتخاب کیا، لہذا تم ان کے اخلاق اور طریقوں کی پیروی کرو، پس وہ اصحاب

محمد ﷺ ہیں جو راہِ مستقیم پر گامزن تھے... الخ۔“ (اسی طرح ابو نعیمؒ نے اپنی کتاب "الحلیۃ: ۱/۳۰۵، ۳۰۶" میں ذکر کیا ہے)۔

عقیدہ طحاویہ ۲/۶۸۹، میں قاضی ابن ابی عزالدہ مشقیؒ صحابہ کرام کے بارے میں فرماتے ہیں:

(وَنُحِبُّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا نُفَرِّطُ فِي حُبِّ أَحَدٍ مِنْهُمْ، وَلَا نَتَّبِرُ مِنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ، وَنُبْغِضُ مَنْ يَبْغِضُهُمْ، وَبِغَيْرِ الْخَيْرِ يَذْكُرُهُمْ، وَلَا نَذْكُرُهُمْ إِلَّا بَعْفُو، وَحُبُّهُمْ دِينٌ، وَإِيمَانٌ، وَإِحْسَانٌ، وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ، وَنِفَاقٌ، وَطُغْيَانٌ)

”ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرتے ہیں اور ان میں سے کسی کی محبت میں غلو نہیں کرتے اور نہ ان میں سے کسی سے براءت ظاہر کرتے ہیں اور ہم ان لوگوں سے بغض رکھتے ہیں جو صحابہ سے بغض رکھتے ہیں، اور جب بھی ہم صحابہ کا تذکرہ کرتے ہیں خیر کے ساتھ ہی کرتے ہیں، ان سے محبت رکھنا دین، ایمان اور احسان کی علامت و نشانی ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر، نفاق اور سرکشی ہے۔“

تمام صحابہ کرام عادل و ثقہ ہیں، اور ان کی عدالت کے بارے میں

سوال کرنا جائز نہیں:

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

”صحابہ کرام سب کے سب عادل ہیں، چاہے وہ فتنہ میں مبتلا ہوئے ہوں

یا نہ ہوئے ہوں، اور اس چیز پر باوثوق و معتمد علماء کا اجماع

ہے۔“ (التقریب مع التدریب ص: ۲۱۴)

ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں:

”اس بات پر اُمت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ کرام، اور اُن میں فتنوں

میں مبتلا ہونے والے عدول ہیں۔“ (الحدیث والمحدثون ۱۲۹/۱۳۰)

خطیب بغدادیؒ نے یہ باب قائم کیا ہے:

”جو کچھ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے صحابہ کرام کی تعدیل میں

آیا ہے، اُن کی (عدالت و ثقاہت) کے بارے میں سوال کرنے کی

چنداں ضرورت نہیں ہے، لیکن اُن کے علاوہ (تابعین وغیرہ) میں (عدالت کا مثبت) واجب ہوگا۔“ (الکفایۃ: ص ۴۶)۔

صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی گالی دینا یا اُن کی عزت و شان میں کمی کرنا جائز نہیں:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام کے تیس واجبات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

”اہل سنت والجماعت کے اصولوں میں سے اصحابِ رسول ﷺ کے بارے میں اپنی زبانوں اور دلوں کا محفوظ رکھنا ضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول میں ان کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ [الحشر: ۱۰]

”اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاپچکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بے شک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے“ [سورہ حشر: ۱۰] (دیکھیے: شرح العقیدہ الواسطیہ ص ۱۸۴)

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اللہ عزوجل نے اصحابِ محمد ﷺ کے لئے بخشش کی دُعا کا حکم دیا، جبکہ وہ جانتا ہے کہ صحابہ کرام آپس میں جنگ کریں گے“ (الصارم المسلمول لابن تیمیہ ص ۵۸۴)۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”محمد (ﷺ) کے اصحاب کو گالی مت دو، کیونکہ ان میں سے کسی ایک صحابی کی گھنٹہ بھر کی عبادت تم میں سے کسی ایک کی ساری زندگی کے

عمل سے بہتر ہے۔“ (اس کی سند صحیح ہے، اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، اور ابن ابی عاصم نے اسے اپنی کتاب ”السُّنَّة“ میں ذکر کیا ہے)۔

اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ: لوگ اصحاب رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حتیٰ کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں باتیں کرتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا:

”اس پر کیا تعجب کرتے ہو؟! ان کے عمل (کا سلسلہ) منقطع ہو گیا ہے، لہذا اللہ نے چاہا کہ ان (کے عمل کا) اجر و ثواب ختم نہ ہو۔“ (منہاج السنّہ النبویہ ۲۲/۲)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”جس نے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے اصحاب میں سے کسی ایک کو یا ابو بکر یا عمر یا عثمان یا علی یا معاویہ یا عمرو بن العاص (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو گالی دی، پس اگر اس نے کہا کہ: یہ لوگ گمراہ اور کافر تھے تو اس کا کہنے والا قتل کیا جائے گا، اور اگر اُس نے انہیں اس (کفر و گمراہی) کے علاوہ

لوگوں کی گالیوں کی طرح گالی دی تو سخت سزا دیا جائے گا۔“ (الشفانی
حقوق المصطفیٰ قاضی عیاض، ص ۲۹۹)۔

ابو بکر مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”میں نے ابو عبد اللہ (احمد بن حنبلؒ) سے پوچھا: ابو بکر، عمر اور عائشہ کو
گالیاں دینے والے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: ”میں
نہیں سمجھتا کہ وہ اسلام میں (باقی) ہے۔“ (السنة للخلال ۳/۴۹۳)

ابوزرعہ رازیؒ نے فرمایا:

”جب تو کسی شخص کو اصحاب رسول ﷺ میں سے کسی کی تنقیص بیان
کرتا دیکھے تو جان لے کہ وہ مُلحد (بے دین) ہے“ (الکفایہ فی علم
الروایہ، ص ۹۷)۔

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا:

”جب تم کسی آدمی کو اصحاب رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بُرائی کرتا دیکھو تو اسلام کے بارے میں اسے متہم قرار دو۔“ (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ للاکائی ۷/ ۱۲۵۲)

صحابہ کرام کے مابین رونما ہونے والے اختلافات سے خاموشی اختیار کرنا، صحابہ کے حقوق میں سے ہے:

اہل سنت والجماعت کا یہ مذہب ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے باہمی اختلافات کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے، کیونکہ (اُن میں سے) دُرستی پر پہنچنے والے کے لئے دو گنا اجر ہے، اور بطور اجتہاد غلطی ہو جانے پر ایک اجر ہے۔

اے مسلمان! یاد رکھ بروز قیامت اللہ تعالیٰ آپ سے آپ کے عمل کے بارے میں پوچھے گا:

﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ﴾ [المدثر: ۳۸]

”ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے“ [سورہ مدثر: ۳۸]

اور جو لوگ گزر گئے ہیں ان کے عمل کے بارے میں تم سے ہر گز نہیں
سوال کیا جائے گا، اور نہ ہی تم سے پوچھا جائے گا کہ کون حق و درستی
پر تھا اور کون غلطی پر!! جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۗ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۗ
وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [البقرة: ۱۳۴]

”یہ جماعت تو گزر چکی، جو انہوں نے کیا وہ ان کے لئے ہے اور جو تم کرو گے
تمہارے لئے ہے۔ ان کے اعمال کے بارے میں تم نہیں پوچھے جاؤ گے۔“

یہ ہیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جب ان سے علی و معاویہ رضی اللہ عنہما
کے درمیان ہونے والی لڑائی کے بارے میں پوچھا گیا جیسا کہ علامہ قرطبیؒ
کی (احکام القرآن ۱۶/۱۲۲) میں آیا ہے تو انہوں نے فرمایا:

”اس خون سے اللہ نے میرے ہاتھ کو پاک رکھا ہے تو کیا میں اپنی زبان کو پاک نہ
رکھوں؟“

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”اصحاب رسول کی مثال آنکھوں کی طرح
ہے، اور آنکھوں کا علاج ان کو نہ چھوना ہے۔“ ۱۔ اھ

اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا جیسا کہ (کتاب السنۃ للخلال ۴۶۰/۲) میں آیا ہے:

کہ علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے باہمی اختلافات کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

”میں اُن کے بارے میں اچھا ہی کہوں گا اللہ ان سب پر رحم فرمائے۔“

اور یہ (بات) اہل سنت کے (بعض) علماء کی طرف سے صحابہ کے مابین ہونے والے اختلافات کے بارے میں اپنی تصنیفات میں اظہار خیال کرنے اور ان کی صحیح توجیہ پیش کرنے اور ان کے تئیں کج رُو لوگوں کے شبہات کے ازالہ کرنے سے متصادم نہیں ہے۔

اُمّہات المؤمنین رضوان اللہ علیہن کو گالیاں دینا یا اُن کی شان میں کمی کرنا کیسا ہے؟!؟

بلاشبہ نبی ﷺ کی بیویوں پر لعنت کرنا، انہیں طعن و تشنیع کرنا بہت بڑی جرح ہے اور گناہ کبیرہ ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ [الأحزاب: ٥٧]

”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کے لئے نہایت رسوا کن عذاب ہے۔“ [سورہ احزاب: ٥٧]

اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

(لا تُؤْذِينِي فِي عَائِشَةَ)

”عائشہ۔ رضی اللہ عنہا۔ کے بارے میں مجھے تکلیف نہ دو“ (اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے)۔

اور جس نے نبی ﷺ کی بیویوں کو گالیاں دیں اس کے بارے میں قاضی ابویعلیٰ کہتے ہیں:

”جس نے عائشہ۔ رضی اللہ عنہا۔ پر اس چیز کی تہمت لگائی جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دیا ہے، تو اس نے بلا خلاف کفر کیا، اور اس

بات پر کئی علماء نے اجماع نقل کیا ہے، اور بہت سے ائمہ کرام نے اس حکم کی وضاحت فرمائی ہے۔“ (دیکھیے: الصارم المسلول علی شاتم الرسول، ص ۵۶۵، ۵۶۶)

قاضی عیاض نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ انہوں نے فرمایا:

”جس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی اسے قتل کر دیا جائے، کہا گیا کیوں؟ فرمایا: جس نے ان پر تہمت لگائی اس نے قرآن کریم کی مخالفت کی۔“

اور ابن شعبان نے امام مالک سے نقل کیا: یہ اس لئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ [النور: ۱۷]

”اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی بھی ایسا کام نہ کرنا اگر تم سچے مومن ہو“ [سورہ نور: ۱۷]، پس جس نے ایسا کیا اس نے کفر کیا“۔ ۱.ھ (دیکھیے: الشفافی حقوق المصطفیٰ، ص ۲۹۹)۔

یہ، اور ہر مسلمان (اس بات کو بخوبی) جان لے کہ:

صُحبت کی فضیلت اُن تمام صحابہ کرام کے لئے ثابت ہے جو اہل سنت کے نزدیک متفقہ طور پر کئے گئے صحابی کی تعریف کے ضمن میں داخل ہوئے۔

اور یہ بدترین جہالت میں سے ہے جسے معاصرین اہل بدعت فروغ دے رہے کہ وہ صحابہ کے مفہوم کو ایک خاص گروہ یا ٹولی کے ساتھ محصور کر رہے ہیں، اور یہ صحابہ سے حسد و بغض رکھنے والے خبیث رافضہ کی کاوش ہے جو بہت سارے صحابہ کرام کو صحابی کی تعریف سے نکالنا چاہتے ہیں۔

شیخ محدث سلیمان العلوان اپنی کتاب (الاستنصار للذب عن الصحابہ
الآخيار، ص ۲۰) میں فرماتے ہیں:

”بعض خواہش پرستوں کا یہ گمان ہے کہ صرف مہاجرین و انصار کے
لئے ہی صحبت (صحابی ہونے کا وصف) صحیح ہوگا، اور اس وقت ان کے
بعد آنے والوں کی عدالت اسی چیز کے ذریعہ ثابت ہوگی جس سے ان
کے علاوہ تابعین و تبع تابعین کی عدالت ثابت ہوتی ہے، اور یہ (خیال)
غلط ہے، کیونکہ اسے اہل سنت میں سے کسی نے نہیں کہا ہے“۔ ا۔ھ۔

اسی طرح معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے اس دلیل کی بنیاد
پر حسد کرنا یا انہیں ہدف تنقید بنانا کہ انہوں نے علی بن ابی طالب رضی
اللہ عنہ سے جنگ کی، یا فتح مکہ کے سال اسلام لائے، یا وہ جنگ حنین کے
بعد مرتد ہو گئے درست و جائز نہیں ہے، اور نہ ہی اہل علم میں سے کسی
نے یہ بات ذکر کی ہے کہ معاویہ۔ رضی اللہ عنہ۔ جنگ حنین کے بعد
مرتد ہو گئے تھے، کیونکہ معاویہ بن ابی سفیان۔ رضی اللہ عنہ۔ کی
فضیلت، اور ان کے سچے اسلام اور ان کی امانت پر تمام مسلمانوں کا

اجماع ہے، اور معاویہ رضی اللہ عنہ غزوہ حنین میں شریک رہے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے باقی صحابہ کے ساتھ اُن کا تزکیہ فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۗ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۖ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحَبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ﴾ [التوبة: ٢٥-

[٢٦]

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے بہت سے میدانوں میں تمہیں فتح دی ہے اور حنین کی لڑائی والے دن بھی جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہو گیا تھا، لیکن اس نے تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر مڑ گئے پھر اللہ نے اپنی طرف کی تسکین اپنے نبی پر اور مومنوں پر اتاری اور اپنے وہ لشکر بھیجے جنہیں تم دیکھ

نہیں رہے تھے اور کافروں کو پوری سزا دی۔ ان کفار کا یہی بدلہ تھا

”- [سورہ توبہ: ۲۵-۲۶]

اور معاویہ رضی اللہ عنہ (خوش نصیب) مؤمنین میں سے ایک ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے سکینت نازل فرمائی ہے، تو وہ سکینت الہی کے نزول کے بعد کیسے (دین سے) مرتد ہو سکتے ہیں؟-

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۗ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۗ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ [الحشر: ۱۰]

”تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں، بلکہ ان سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے۔ ہاں بھلائی کا

وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے اللہ

خبردار ہے“۔ [سورہ حدید: ۱۰]

اور معاویہ رضی اللہ عنہ ان (خوش نصیب) لوگوں میں سے ایک ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ کیا ہے، کیونکہ انہوں نے حنین و طائف کے غزوہ میں مال خرچ کیا ہے اور ان میں لڑائی کی ہے۔

عبدالرحمن بن ابی عمیرہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: (اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا وَاهْدِ بِهِ) قَالَ أَبُو عَيْسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

”اے اللہ! اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعہ (لوگوں کو) ہدایت دے۔“

(امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے) [البته علامہ البانی نے اسے

مشکاۃ رقم (۶۲۳) میں صحیح قرار دیا ہے۔ -۴-]

اور کتاب (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۸/۱۳۴) میں آیا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام کا گورنر مقرر کیا تو فرمایا:

”معاویہ رضی اللہ عنہ کو صرف خیر سے یاد کیا کرو۔“

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب جنگ صفین سے واپس آئے تو فرمایا:

”لوگو! معاویہ کی گورنری کو ناپسند مت کرو۔ اگر تم نے انہیں کھو دیا تو تم دیکھو گے کہ سر اپنے شانوں سے اس طرح کٹ کٹ کر گریں گے جیسے حنظل (اندرائن) کا پھل اپنے درخت سے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتا ہے۔“ (دیکھئے: البدایہ والنہایہ لابن کثیر، ۸/۱۳۴)

اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا، کیا آپ جانتے ہیں کہ امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ صرف ایک ہی وتر پڑھتے ہیں؟ تو

انہوں نے فرمایا: ”وہ فقیہ ہیں۔“ (صحیح بخاری، کتاب فضائل صحابہ، باب ذکر معاویہ)۔

اور (کتاب السنۃ للخلال ۱/۴۴۴) میں امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے آیا ہے کہ: ”معاویہ رضی اللہ عنہ کئی سال عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت پر عمل پیرا رہے لیکن وہ ان میں کوئی بھی عیب نہ پائے۔“

ابن قدامہ المقدسی اپنی کتاب (لمعۃ الاعتقاد الہادی الی سبیل الرشاد، ص ۳۳) میں کہتے ہیں کہ:

”معاویہ۔ رضی اللہ عنہ۔ مومنوں کے ماموں، وحی الہی کے کاتب اور مسلمانوں کے خلفاء میں سے ایک خلیفہ تھے اللہ ان سب سے راضی ہو۔“

محدث شیخ سلیمان العلوان اپنی کتاب (الاستنفا للذنب عن الصحابة الآخيار) میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”جو شخص اُن کے ایمان کی شہادت دینے کے بعد انہیں منافق سے متّصف کرتا ہے وہ اُن پر بہت بڑا بہتان لگاتا ہے اور واضح گناہ کا مرتکب ہوتا ہے، ایسے شخص کو توبہ کا حکم دیا جائے گا، اگر وہ توبہ کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ حاکم وقت پر علماء کے صحیح قول کے مطابق اس کا قتل کرنا واجب ہے۔“ اھ۔

اور ربیع بن نافع حلبی (ت ۲۴۱ھ) کہتے ہیں:

”اصحابِ محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے لئے معاویہ رضی اللہ عنہ ایک پردے کی حیثیت سے تھے، پس جب کوئی اس پردہ کو کھول دیتا ہے تو ماورائے پردہ کے متعلق وہ جبری ہو جاتا ہے۔“ (دیکھیے: البدایہ والنہایہ ۱۳۹/۸)

رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اصحاب اور آپ کی ازواجِ مطہرات سے محبت کرنے والے مسلمان بھائی، اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو یاد کر:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا
الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا
رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ [الحشر: ۱۰]

”اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے
پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے
ایمان لاپچکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ
(اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بیشک تو شفقت و مہربانی کرنے
والا ہے“ [سورہ حشر: ۱۰]

پس تو ایسے ہی بننے کی کوشش کر اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں
رسول اکرم ﷺ کی صحبت اور جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت کا
شرف بخشا ہے تو بھی اُن کے لئے رضی اللہ عنہم اور رحمہم اللہ
کے (دعا کیے کلمات) کہتے رہ، اور ان گمراہ لوگوں کے راستے پر چلنے سے
اجتناب کر، جو رب العالمین کی سیدھی راہ اور رسول اکرم ﷺ کے
اسوہ حسنہ کی مخالفت کرتے ہیں۔

اے مسلمان بھائی!

اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن آسمان (دین) حنیف پر کار بند تھے، اور وہ اپنے سینوں میں صرف وفا، بھلائی اور خیر خواہی کے سوا کچھ نہیں رکھتے تھے: ”ان سے صرف مومن ہی محبت کرتے ہیں، اور ان سے صرف منافق ہی بغض رکھتے ہیں، جو اُن سے محبت کرے گا اللہ اُس سے محبت کرے گا، اور جو اُن سے بغض رکھے گا اللہ اُس سے بغض رکھے گا“ (مصنّف ابن ابی شیبہ ۷/۵۴۱)۔

اور درود و سلام ہو نبی مختار پر، ان کے نیک صحابہ پر، اُن کی ازواجِ مطہرات پر، اور قیامت تک ان سب کی راہ پر چلنے والوں پر۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بروز جمعہ بوقت فجر

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ

علی بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن محمد العتاری

فہرست موضوعات



صفحہ	عنوان	رقم
1	عرض مُترجم	1
4	صحابی کی تعریف	2
5	ائمہات المؤمنین سے مراد اور ان کے اسمائے گرامی	2
6	قرآن کریم سے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ)	3
13	سُنّت سے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام و مرتبہ)	4
18	سلف صالحین، ائمہ کرام اور علمائے عظام کے اقوال کی روشنی میں صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ	5
21	تمام صحابہ کرام عادل و ثقہ ہیں، اور ان کی عدالت کے بارے میں سوال کرنا جائز نہیں	6
22	صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی گالی دینا یا اُن کی عزّت و شان میں کمی کرنا جائز نہیں	7

26	صحابہ کرام کے مابین رونما ہونے والے اختلافات سے خاموشی اختیار کرنا، صحابہ کے حقوق میں سے ہے	8
28	اُمہات المؤمنین رضوان اللہ علیہن کو گالیاں دینا یا اُن کی شان میں کمی کرنا کیسا ہے!؟	9